سوال

(369)تکبیر کے لیے مؤذن سے اجازت لینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا نماز کی تکبیر کے لیے مؤذن سے اجازت لینا ضروری ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام حازمی اپنی کتاب ''الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ'' میں رقمطراز ہیں :

'وَاتَّفَقَ اَہلُ العِلمِ فِی الرَّجُلِ یُؤَذِّنُ ، وَیُقِیمُ غَیرُہٗ ، اَنَّ ذَالِکَ جَائِزٌ وَاختَلَفُوا فِی الاَولَوِیَّةِ۔ فَقَالَ اَکثَرُہُم : لاَ فَرقَ ۔ وَالاَمرُ مُتَّسِعٌ ، وَمِمَّن رَاٰی مَالِکٌ ، وَاَکثَرُ اَہلِ الحِجَازِ ، وَاَبُو حَنِیفَةَ ، وَاَکثَرُ اَہلِ الکُوفَةِ ، وَ اَبُو ثَورٍ ۔ وَقَالَ بَعضُ العُلَمَاءِ مَن اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ قَالَ الشَّافِعِیُّ : وَاِذَا اَذَّنَ الرَّجُلُ اَحبَبتُ اَن یَّتَوَلَّی الاِقَامَةَ'

یعنی اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک آدمی اذان کہے ، اور دوسرا اقامت ، تو یہ جائز ہے ۔ البتہ اَولَوِیّت (یعنی افضلیت) میں ان کا اختلاف ہے ۔ ان میں سے اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ معاملہ میں وسعت ہے ۔ ان لوگوں میں سے امام مالک اور اکثر اہل حجاز ، امام ابو حنیفہ ، اور اکثر اہل کوفہ اور امام ابو ثورS ہیں اور بعض علماء نے کہا ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے ۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جو آدمی اذان کہے وہی اقامت کہے ۔ لیکن امام ترمذی نے یہ مسلک اکثر اہلِ علم کی طرف منسوب کیا ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے ۔

اور صاحب ''سبل السلام'' حدیث میں ''مَن اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ'' پر بناء رکھتے ہوئے فرماتے ہیں :

'وَالحَدِیثُ دَلِیلٌ عَلٰی اَنَّ الاِقَامَةَ حَقٌّ لِّمَن اَذَّنَ فَلَا تَصِحُّ مِن غَیرِہٖ'

''حدیث ہذا اس بات کی دلیل ہے کہ اقامت اس کا حق ہے ، جو اذان کہے ، دوسرے کی درست نہیں ۔''

اور علامہ سندھی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ کے حاشیہ پر کہا ہے : کہ اس حدیث کی سند میں افریقی (عبد الرحمن بن زیاد بن انعم) ہے ۔ اگرچہ یحییٰ بن قطان اور امام احمد; نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ، لیکن امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے ''مقارب الحدیث'' کہہ کر اس کو تقویت پہنچائی ہے ۔ نیز ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے جو اس کے صالح للاحتجاج (یعنی قابلِ حجت) ہونے کی دلیل ہے اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے ''السیل الجرار'' میں کہا ہے ۔ حدیث ''مَن اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ'' پر کلام صرف اس اعتبار سے ہے کہ اس کی

سند میں راوی عبدالرحمن بن زیاد افریقی ہے۔ اہلِ علم کی ایک جماعت نے اس کی توثیق کی ہے۔ اس میں ایسی کوئی جرح نہیں جس کی وجہ سے اس کی حدیث کو قابلِ حجت نہ سمجھا جائے اور صاحب ''المرعاۃ'' فرماتے ہیں :

مؤذن اذان کا زیادہ حقدار ہے۔ دوسرا اقامت نہ کہے مگر کسی ضرورت کی بناء پر، جس طرح کہ عبدا بن زید (جنھوں نے خواب میں اذان دیکھی تھی) کے قصہ میں ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ اقامت اسی کا حق ہے جو اذان دے۔ دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔ (۴۲۶/۱)

اور صاحب ''المنتقیٰ'' نے اس پر تبویب قائم کی ہے : ''بَابُ مَن اَذَّنَ فَھُوَ یُقِیمُ'' جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے اور ابوداؤد نے یوں تبویب قائم کی ہے۔ ''بَابُ الرَّجُلِ یُؤَذِّنُ وَیُقِیمُ آخَرُ'' یعنی ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت، پھر اس کے تحت دونوں قسم کی روایات کو بیان کیا ہے۔ اس سے غالباً وسعت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ بہر صورت جملہ دلائل کے پیشِ نظر یہ کہنا ممکن ہے کہ اقامت کا اصلی استحقاق (حق) مؤذن کو حاصل ہے اور اگر کوئی دوسرا بھی کہہ دے تو مع الکراہت درست ہے اور اجازت کی صورت میں بلا کراہت درست ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :336

محدث فتویٰ